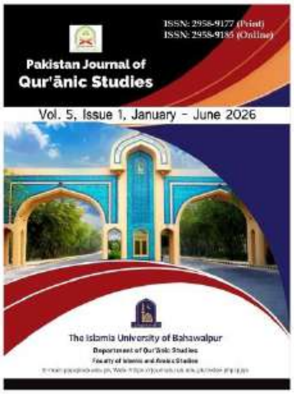

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol. 5, Issue 1, January – June 2026, Page No. 45-58

HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/306

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4752

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title

The Contemporary Social and Political Challenges: A Thematic Study of *Sūrah al-Baqarah*.

Author (s):

Syed Ijlal Haider Shah
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad, ijlalshigri12@gmail.com.

Dr. Muhammad Umar Farooq
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture NUML, Islamabad, muhammad.umar@numl.edu.pk.

Received on: 03 June, 2026
Accepted on: 05 June, 2026
Published on: 30 June, 2026

Citation: Syed Ijlal Haider Shah, and Dr. Muhammad Umar Farooq. 2026. " : معاصر سماجی و سیاسی تحدیات:سورة البقرة کا اختصاصی مطالعہ: The Contemporary Social and Political Challenges: A Thematic Study of Sūrah al-Baqarah". *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 5 (1):45-58. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4752.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies, Vol. 5, Issue 1, January - June 2026, PP. 45-58

معاصر سماجی وسیاسی تحدیات: سورۃ البقرۃ کا اختصاصی مطالعہ

The Contemporary Social and Political Challenges: A Thematic Study of *Sūrah al-Baqarah*

Syed Ijlal Haider Shah

M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad, ijlalshigri12@gmail.com

Dr. Muhammad Umar Farooq

Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad, muhammad.umar@numl.edu.pk

Abstract:

After creating life on earth, Allah Almighty bestowed upon humankind the distinguished status of the noblest of all creations. By creating human beings in pairs, He established the foundation of human society, which represents the collective existence and coexistence of mankind. Allah endowed human beings with the great blessing of intellect, enabling them to think, reason, and explore diverse dimensions of life, resulting in the diversity and expansion of human civilization.

Since the beginning of human history, human societies have faced numerous challenges and problems. However, Allah granted mankind knowledge, intellect, and divine guidance to enable them to address these issues effectively. In addition to human reason, Allah sent His messengers in every age with divine guidance and comprehensive codes of life so that humanity might live according to His principles and laws. Nevertheless, in an effort to facilitate their worldly existence, people adopted various approaches and systems that often led to social disorder and multiple societal problems.

As human societies continue to progress and evolve, they encounter new and complex challenges. Among these are economic, family, social, and political issues that significantly affect the stability and well-being of society. Since Sūrah al-Baqarah was revealed during the Madina period, when the Muslim community had already developed into an organized society, it addresses in detail the social and political challenges faced by the community of Madinah. The sūrah discusses these issues particularly in relation to the Jews, Christians, polytheists, and hypocrites, providing guidance for maintaining social order and political stability.

Article Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/4752

In the contemporary era, Muslim societies face numerous social and political challenges. What are the major social issues confronting the Muslim world today? What political problems continue to affect contemporary Muslim societies? Keeping these questions in view, this study examines the contemporary social and political challenges faced by Muslim societies in the light of Sūrah al-Baqarah, seeking to derive Qur'ānic guidance for addressing these issues in the modern context.

Keywords: *Society, Challenges, Political Challenges, Social Challenges, Sūrah al-Baqarah.*

تمہید:

اللہ تعالی نے روئے زمین پر اپنی مخلوق کو بسانے کے بعد تمام مخلوقات میں سے نوع انسانی کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا۔ اللہ تعالی نے انسانوں کے جوڑے بنا کر معاشرے کو تشکیل دیا۔ انسانی معاشرہ انسانوں کے باہمی مسکن کا نام ہے۔ اللہ تعالی نے انسانوں میں عقل جیسی عظیم نعمت کو رکھ کر وسعت کے دائرۂ کار کو قائم کیا جس کی بدولت دنیا میں تنوع نظر آتا ہے۔ انسانی معاشرہ کو ابتدا سے ہی مختلف مسائل کا سامنا رہا ہے جبکہ بنی نوع انسان کو علم و عقل اور وحی کا علم دے کر ان مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔ صرف عقل ہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے زمین پر ہر دور میں نوع انسانی کے لیے مکمل دستور حیات دے کر اپنا خلیفہ مبعوث کیے تاکہ انسان خدا کے اصول و قانون کی مطابق زندگی بسر کرے۔ مگر انسانوں نے اپنے وجود کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی خاطر مختلف طریقہ کار اپنائے جس کی وجہ سے معاشرے کو مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جوں جوں انسانی معاشرہ ترقی کرتا ہے تو معاشرہ کو مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان چیلنجز میں معاشی، خاندانی، سماجی اور سیاسی چیلنجز شامل ہیں۔

اللہ تعالی نے سورۃ البقرہ جو کہ مکمل مدنی دور کی سورۃ ہے، لہذا مدنی دور میں مسلم معاشرہ کافی وسعت پا چکا تھا لہذا اللہ تعالی نے سورۃ البقرہ میں مدینہ کے سماج کو درپیش سماجی اور سیاسی چیلنجز کا تذکرہ یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین سے متعلق آیت کے تحت تفصیل سے کیا۔ دور حاضر میں مسلم سماج کو کون کون سے سماجی چیلنجز درپیش ہیں؟ مسلم معاشرہ آج کن کن سیاسی مسائل سے دوچار ہے؟ ان سوالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقالہ میں دور حاضر کو درپیش سماجی اور سیاسی چیلنجز کا مطالعہ سورۃ البقرۃ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

سماج کا تعارف: انسان فطری طور پر ایک سماجی مخلوق ہے، جو اپنی نشو نما، بقا اور فلاح کے لیے اجتماعی زندگی پر انحصار کرتا ہے۔ اسی لیے ہر دور میں معاشرتی تعلقات اور اجتماعی نظام انسانی زندگی کا بنیادی حصہ ہے۔

اُردو لغات اور مفکرین کے آراء میں سماج کی تعریف مندرجہ ذیل ہیں:

شہد کی مکھی بھی منظم اجتماعی نظام کی ایک مثال ہے، جبکہ انسانوں کا وہ منظم گروہ جو مشترکہ اصولوں، اقدار اور سماجی روایات کے تحت زندگی بسر کرے، معاشرہ کہلاتا ہے۔[1]

مولانا نورالحسن لکھتے ہیں: معاشرہ ایسے افراد کے منظم مجموعے کا نام ہے جو مشترکہ اقدار، باہمی تعاون اور مسلسل سماجی تعامل کے ذریعے ایک اجتماعی نظام تشکیل دیتے ہیں۔ یہی باہمی ربط اور اثر پذیری کسی آبادی کو معاشرہ بناتی ہے۔[2]

علامہ ابن خلدون بیان کرتے ہیں: سماج فطری اور اجتماعی ضروریات کا نتیجہ ہے۔ انسان اپنی بقا، تحفظ اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے دوسروں کے تعاون کا محتاج ہوتا ہے، جبکہ ماحول، وسائل اور معاشی حالات اس کی ساخت اور ارتقا کو متعین کرتے ہیں۔[3]

انسانی معاشرہ انسان کی فطری ضروریات کا مظہر ہے، کیونکہ فرد اپنی بقا، تحفظ اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے اجتماعی تعاون کا محتاج ہے۔ اسی باہمی اشتراک سے معاشرہ وجود پاتا ہے اور انسانی ترقی وارتقا کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔[4]

سماج دراصل انسان کی زندگی کو ایک منظم شکل دینے اور انسان کی فطری ضرورتوں اور تقاضوں کو پورا کرنے کی شکل کا نام ہے۔ سماج دراصل انسانی وجود کی حقیقت کو پہچاننے اور انسان کی اصل مقام کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

سورۃ البقرۃ میں عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات، احکام شریعت اور تاریخی واقعات کو جامع ذکر کیا گیا ہے۔ مفسرین کے نزدیک اس کا معروف نام البقرۃ ہے، جو بنی اسرائیل کے گائے ذبح کرنے کے واقعے کی مناسبت سے رکھا گیا۔ جمہور مفسرین کے مطابق یہ مدنی سورت ہے، البتہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک اس کی بعض آیات ہجرت سے قبل نازل ہوئیں۔ اس کا نزول مختلف مواقع اور حالات کے مطابق تدریجاً مکمل ہوا اور موضوعاتی اعتبار سے یہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ آل عمران کے ساتھ گہرا ربط رکھتی ہے۔

---

[1] Urdu Lughat (Tarikhi Usulon Par) (Karachi: Urdu Lughat Board, 2002), 255. Abu al-Husayn Ahmad ibn Faris, Muʿjam Maqayis al-Lughah (Cairo, 1946), p 255.

[2] Nur al-Hasan, Nur al-Lughat, vol. 3 (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1990), p 112. Feroz al-Lughat (Lahore: Ferozsons Ltd., 1985), p 254.

[3] Ibn Khaldun, Muqaddimah Ibn Khaldun, trans. Abdul Rashid (Lahore: Al-Faisal Nashiran wa Tajiran Kutub, 2004), p 29.

[4] Abu Nasr Muhammad ibn Tarkhan al-Farabi, Araʾ Ahl al-Madinah al-Fadilah (al-Maktabah al-Mahusabah, 2006), p 96.

معاصر سماجی تحدیات اور سورۃ البقرۃ: سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالی نے مختلف سماجی تحدیات کو ذکر کرنے کے ساتھ ان کا حل بھی بیان کیا ہے۔ لہذا دور حاضر میں اہم ترین سماجی تحدیات جس سے سماج کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہا ہے انہیں سورۃ البقرۃ کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔

مادہ پرستی: اس وقت سماج کو جن تحدیات کا سامنا ہے ان میں سے ایک مادہ پرستی ہے۔ اس وقت پورا سماج دنیاوی جاہ و حشم، مقام و مرتبہ اور دنیاوی مال کمانے میں اپنا پورا وقت صرف رہا ہے۔ جس طرح اُمت محمدیہ سے پہلے کی اقوام مادہ پرستی کا شکار ہوتی رہیں ہیں اور مادہ پرستی ہی کی وجہ سے پورا سماج متاثر ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالی سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرماتا ہے: بعض لوگ دنیا کی زندگی کے اس قدر حریص ہوتے ہیں کہ ہزار سال جینے کی خواہش رکھتے ہیں، لیکن طویل عمر بھی انہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ نجات کا معیار لمبی زندگی نہیں بلکہ ایمان اور نیک اعمال ہیں، اور اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل سے پوری طرح باخبر ہے۔[5]

مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مفہوم: جن لوگوں نے آخرت کی کامیابی کے مقابلے میں دنیا کی عارضی زندگی کو ترجیح دی، وہ اپنے اس غلط انتخاب کے سبب آخرت میں عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اس وقت نہ ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی اور نہ ہی انہیں کوئی مددگار میسر آئے گا۔[6]

سابقہ اقوام کے اس رویہ پر مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں: اہل کتاب زبانی طور پر اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن علمی طور پر دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالی نے ان کی اسی دیا پرستی کو نمایاں کرتے ہوئے بتایا کہ وہ اس معاملے میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے تھے، حالانکہ ان کے پاس الٰہی کتاب اور علم موجود تھا۔ یہاں اشتراء سے مراد خرید و فروخت نہیں بلکہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو ترجیح دینا ہے۔[7]

آج مسلم سماج جن کا ایمان ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور جو کچھ یہاں کمائیں سب وقتی ہے۔ پھر بھی معاشرہ مکمل طور پر مادہ پرستی کا شکار نظر آتا ہے۔ آج ہمارا پورا معاشرہ حرص و لالچ اور دنیاوی مقام و مرتبہ کے حصول میں اندھا ہوا ہے۔ اُمت سابقہ کی طرح اس وقت ہمارا معاشرہ خدا کے ساتھ صرف زبان کی حد تک اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں اور عملی طور پر دنیا کی چاہت اور محبت میں غرق ہے۔ اُمت محمدیہ کو علم کا وارث بنایا تھا مگر اس وقت علم پر دنیاوی مفادات اور مال کو فوقیت دیتے ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں علم کی اہمیت کا اندزاہ اس بات سے لگائی جا سکتی ہے کہ سماج میں علم سے بلکل ہی ناآشنا شخص

---

[5] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 96
[6] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 86.
[7] Amin Ahsan Islahi, Tadabbur-i Qur'an, vol. 1, p 267, 284.

جو مالی اعتبار سے مستحکم ہو وہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور اہل علم کی سماج میں کوئی حیثیت نہیں۔ آج کسی کے ساتھ باہمی تعلق قائم کرنا ہو تو سب سے پہلے مالی حیثیت دیکھتے ہے پھر رشتہ قائم کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے معاشرے کے نئی نسل میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ کسی کے ساتھ اگر دوستی کرنی ہے تو سب سے پہلے سامنے والے کی گاڑی، لباس اور استعمال کرنے والے موبائل فون کو پہلے جھانچتے ہے پھر جاکے دوستی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ آج مادہ پرستی ہمارے سماج کو سب سے بڑی تحدیات ہے۔ جس کی وجہ سے علم، شخصیت، اور حقیقت معدوم ہو رہا ہے۔ اور معاشرے میں نفسا نفسی کا عالم ہے۔ اس مادیت کی وجہ سے حرام و حلال اور اخلاقی اصول کو ملحوظ نظر رکھے بغیر دنیا کو کمانے میں لگی ہے۔ اسی سماجی تحدیات کی وجہ ہی ہے کہ میاں بیوی دنوں کمانے کے لیے گھر سے باہر ہوتے ہے اور اولادوں کو مبائل سکرین یا ملازمہ کی نظر کر کے اپنی خواہشات اور لگژری زندگی ڈھونڈنے کو نکلے ہوتے ہیں۔ مادہ پرسی کی وجہ سے اقوام سابقہ سماجی و اخلاقی انحطاط کا شکار ہوا اور خدا کا دیا ہوا مقام و مرتبہ کھو بیٹھا۔ مادہ پرستی کی وجہ سے اانسان کے دل میں خدا پرستی ختم ہوتی ہے اور صرف دنیا کی محبت ہوتی ہے۔

لہذا اللہ تعالی نے سورۃ البقرہ میں سابقہ اُمت کی تاریخ بیان کر کے عمومی طور پر اصول بیان فرمایا کہ سماجی تحیدیات میں سے ایک مادہ پرستی ہے اور اگر انسان اس سماجی تحدیات سے بچے رہیں تو معاشرہ سماجی و اخلاقی انحطاط سے محفوظ رہیں گے۔

فتنہ وفساد: اس وقت معاصر سماج کو جن مشکلات کا سامنا ہے ان میں مختلف صورتوں میں پورا سماج فتنہ وفساد کے لپیٹ میں ہوناہے۔ اللہ تعالی نے سابقہ اُمتوں کی ان سماجی افعال کو سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا:

مفہوم: جب ان سے کہتا کہ سماج میں فتنہ وفساد نہ کرو تو یہ اپنے اس عمل کو اصلاح کہتے تھے۔[8]

مفہوم: آگاہ رہے یہی لوگ سماج میں فساد برپا کرنے والے ہیں۔[9]

مذکورہ آیت کے حوالے سے مولانا غلام رسول سعیدی رقم طراز ہیں: منافقین مسلمانوں کی خفیہ معلومات دشمنوں تک پہنچا کر فتنہ وفساد کو ہوا دیتے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور زمین میں فساد برپا کرنے کے باوجود اپنے اس عمل کو اصلاح کا نام دیتے، حالانکہ ان کے دل حسد، کینہ اور عداوت سے بھرے ہوئے تھے۔[10]

آج مسلمان مذہبی، سیاسی، خاندانی اور علاقائی اختلافات کو بنیاد بنا کر پورا سماج فتنہ وفسادات میں جھگڑا ہوا ہے۔ سابقہ منافقین فساد کو بذریعہ اصلاح و امن کا نام دے جان بوجھ کے معاشرے میں فساد کرتے اور یہ افعال آج ہمارے معاشرے میں بھی بہت زیادہ پائے جاتے ہے۔ آج مسلم معاشرہ میں بعض افراد اور گروہ مذہبی اجتماعات، مساجد اور ذرائع ابلاغ کے زریعے

[8] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 11.
[9] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 11.
[10] Ghulam Rasul Saʿidi, Tibyan al-Qur'an, vol. 1, 292.

ختلافات کو ہوا دے کر باہمی نفرت اور انتشار کو فروغ دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تکفیر، کردار کشی اور اشتعال انگیز مباحث کے نتیجے میں امت میں تفرقہ اور تصادم بڑھتا جارہا ہے، حالانکہ اس عمل کو اصلاح امت اور دین کی خدمت کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض انتہا پسند گروہ تو اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف ہتھیار اٹھانے کو بھی دینی خدمت اور اسلامی نظام کے قیام کا جواز پیش کرتے ہیں، جس سے مسلم معاشرہ مسلسل فتنہ، خونریزی اور عدم استحکام کا شکار ہو رہا ہے۔ اور اس وقت ہمارے سماج میں سیاسی مخالفت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی عزت ومال کو نقصان پہنچارہے ہوتے ہیں اور ان کے پاس باقائدہ اس فتنہ کو جواز ہوتا ہے کہ مخالف گروہ کا سیاسی نظریہ ملک وریاست کے لیے خطرہ ہے اس لیے ان گروہوں کی سرکوبی کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح خاندانی اور علاقائی بنیاد پر قوم پرستی کے نام سے ایک دوسرے کو زدوکوب کررہے کو ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر کسی نے چند افراد پر مشتمل تنظیم بنائے ہوتے ہے جن کا مقصد ہی سماج کے امن کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے اور ان کا اس فعل کا جواز منافقین کی طرح اصلاح معاشرہ ہوتا ہے۔

ان تمام فسادات و معاشرہ کی امن وامان کو نقصان پہنچانے والا رویہ دراصل منافقین کا ہے۔ لہذا اللہ تعالی نے ان کی تاریخی رویے کو بیان کیا کہ یہ فسادات اور فتنہ سماج کے امن وامان کے لیے ایک چیلنج ہے اور اس وجہ سے سماج میں امن وامان کو نقصان پہنچتا ہے اور ناانصافی کا سماء قائم ہوتا ہے لہذا اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں سماج کو درپیش مشکلات کی نشاندہی کی اور یہی اصول ہے کہ اگر آج ہمارا سماج فتنہ وفساد سے گریز کرے تو معاشرہ پر امن اور عروج پائے گے۔

قانون کی پاسداری نہ کرنا: اس وقت سماج جن سماجی تحدیات کا سامنا کر رہا ہے اس میں سے ایک خدا کی بیان کردہ شریعت اور ریاست کے وضع کردہ قانون کی پاسداری نہ کرنا ہے۔ جس سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالی نے عہد شکنی کہہ کر بیان کیا ہے، اللہ فرماتا ہے:

مفہوم: اے بنی اسرائیل جو احسان میں نے تم لوگوں پر کیا ہے اسے یاد کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو۔[11]

ایک اور آیت میں اللہ تعالی ان سے عہد لینے اور اس عہد پر قائم نہ رہنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو یاد دلاتے ہیں کہ ان سے عہد لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامیں، اس کے احکام کو یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں، تاکہ تقویٰ اختیار کریں اور کامیابی حاصل کریں ۔[12]

[11] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 40.
[12] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 63.

مفہوم: بنی اسرائیل کو ان کے عہد کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، والدین اور دیگر مستحق افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کریں، لوگوں سے اچھی بات کریں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، مگر ان میں سے اکثر نے اس عہد سے روگردانی کی۔[13]

علامہ غلام رسول سعیدی بنی اسرائیل نے جو خدا کے ساتھ عہد کیے تھے اس کے متعلق لکھتے ہے: بنی اسرائیل نے اللہ تعالی سے شریعت کی پابندی، حق کی تبلیغ اور آنے والے رسول پر ایمان کا عہد کیا تھا، مگر انہوں نے عہد شکنی کرتے ہوئے احکام الہیٰ میں تحریف کی اور حق کو چھپایا۔[14]

آج مسلم سماج دو طرح کے عہد کرتے ہے ایک مسلمان ہونے کے ناطے کلمہ پڑھ کر اپنے رب کے تمام تر قانون کو من و عن تسلیم کرنے کی اور ایک اپنی ریاست کے وضع کردہ قانون پر عمل پیرا ہونے کی، اور دونوں کی پاسداری کرنا مذہبی، اخلاقی اور قانونی اعتبار سے لازم ہے۔ مگر آج سماج نہ خدا کے بیان کردہ قانون پر عمل کر رہا ہے نہ ہی ریاستی قانون کی پاسداری کرتے ہے۔ آج ہم مسلمان ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں دنیاوی معاملات، عبادات، خاندانی نظام اور کاروباری اُمور اپنے کیے ہوئے عہد کی پاساداری کرنے میں ناکام نظر آتا ہے۔ اور ایک عظیم شہری ہونے کے ناطے ہم سب پر لازم ہے کہ اپنے ملک کے ساتھ وفاداری نبھائیں اور ریاست کے قائم کردہ تمام قانون کو تسلیم کرتے ہوئے قانون کی پاسداری کرے۔ چونکہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے سماجی تحدیات کو بیان کیا جن میں سے ایک عہد شکنی تھی جس کی وجہ سے بنی اسرئیل مکمل طور پر سماجی انحطاط کا شاکر ہوئے تھے۔ لہذا سورۃ البقرۃ میں عمومی طور پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ کسی بھی معاشرے کے عدم استحکام ہونے کے امور میں سے ایک قانون کی پاسادری نہ کرنا ہے۔

بے صبری: اس وقت سماج کو جن سماجی تحدیات کا سامنا ہے ان میں سے ایک بے صبری ہے۔ آج سماج عدم برداشت کا شکار ہے جس کی اصل وجہ برداشت کا خاتمہ ہے۔ خاص کر ہمارے نوجوان نسل میں عدم برداشت کا عنصر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی عدم برداشت کو بیان کرتے ہے، خدا فرماتا ہے:

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی ناشکری کو بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کی عطا کردہ بہترین نعمتوں کی قدر نہ کی اور معمولی دنیاوی چیزوں کا مطالبہ کیا۔ ان کی نافرمانی، اللہ کی آیات کے انکار اور انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کے باعث ان پر ذلت، محتاجی اور اللہ کا غضب نازل ہوا۔[15]

---

[13] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 83.
[14] Amin Ahsan Islahi, Tadabbur-i Qur'an, vol. 1, p 171.
[15] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 61.

بنی اسرائیل کے سماجی تحدیات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا آمین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو ظلم سے آزادی بخشا اور صحرائے سینا میں ان پر من و سلویٰ کی نعمت نازل فرمائی، مگر انہوں نے اس پر شکر ادا کرنے کے بجائے حضرت موسیٰؑ سے مختلف کھانوں کا مطالبہ کیا اور ناشکری کا مظاہرہ کیا۔ ان کے زوال کے اسباب میں بے صبری اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری نمایاں عوامل تھے۔[16]

مزید سید ابولاعلی مودودی بنی اسرائیل کے سماجی تحدیات جو سورۃ البقرۃ میں بیان ہوا اس کے بارے میں لکھتے ہیں: اللہ تعالی بنی اسرائیل کی بے صبری پر متنبہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ کیا تم ایک عظیم مقصد اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو معمولی دنیاوی خواہشات کی خاطر چھوڑنے پر آمادہ ہو، اور کیا چند وقتی محرومی کو بھی صبر کے ساتھ برداشت نہیں کرسکتے؟۔[17]

معاصر سماجی تحدیات میں سے اہم مسئلہ عدم برداشت، بے صبری ہے۔ جیسے کہ اس حوالے سے ڈاکٹر خالد علوی رقم طراز ہیں: مسلم معاشرے کا ایک اہم المیہ یہ ہے کہ ایمان کا دعویٰ تو موجود ہے، مگر اللہ تعالی پر کامل توکل اور اعتماد کمزور پڑ گیا ہے۔ اسی کمزوری نے بے صبری اور عجلت پسندی کو ایک نمایاں سماجی، اخلاقی اور روحانی مسئلہ بنا دیا ہے۔ ہم مسلسل جدوجہد، محنت اور استقامت کے بجائے فوری نتائج کے خواہاں ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ معمولی کوشش کے بعد بھی فوری کامیابی کی توقع رکھتے ہیں۔ یہ افراد خصوصاً نوجوان کی عملی صلاحیت، استقامت اور کردار کو متاثر کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صبر کسی بھی معاشرے کی مضبوطی، اعتدال اور پائیدار ترقی کی بنیادی شرط ہے، اور اس کے بغیر کوئی اجتماعی نظام دیرپا استحکام حاصل نہیں کرسکتا۔[18]

آج نوجوان تعلیمی امور میں اس حد تک عدم برداشت کا شکار ہے تعلیم حاصل کرنے کے دوران معمولی سی مسئلہ یا مشکلات کا سامنا کرنا پڑے یا تعلیم حاصل کرنے کے فورن بعد ذریعہ معاش کوئی حاصل نہ ہو تو اپنی زندگی کا خاتمہ کرتے ہیں یا غیر اخلاقی و غیر شرعی راہ پر چلتے ہوئے معاشی ذریعہ اپناتے ہے۔ لہذا اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں عمومی طور پر فرمایا کہ سماجی تحدیات جس کی وجہ سے سماج میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہ انسان میں عدم برداشت، بے صبری اور خدا پر توکل نہ کرنا ہے۔

[16] Amin Ahsan Islahi, Tadabbur-i Qur'an, vol. 1, p 224.
[17] Abul Aʿla Mawdudi, Tafhim al-Qur'an, vol. 1, p 88.
[18] Khalid Alvi, Islam ka Muʿashrati Nizam (Lahore: Al-Faisal Nashiran, 2009), p 336.

معاصر سیاسی تحدیات اور سورۃ البقرۃ: سید احمد دہلوی سیاست کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیاست کا معنی ہے ملک کا انتظام، رعایا کی نگہبانی، حکومت کرنا اور دینا۔ سیاست کا معنی قدیم اُردو میں تعزیر یا عقوبت بھی ہے۔ یعنی مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانا تاکہ ملک کا نظام و قانون برقرار رہے۔[19]

نور الحسن نیر سیاست کی تعریف میں لکھتے ہیں: سیاست، ریاست کے انتظام و انصراف کا فن ہے۔ سیاست مدن(Civil Political) کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، جس کا مقصد شہروں اور شہریوں کے معاملات کو بہتر بنانا ہے۔ سیاست مصلحت اور تدبیر کا نام بھی ہے۔[20]

ابن خلدون سیاست کے حوالے سے لکھتے ہیں: سیاست کا مطلب انسانی معاشرت کی حفاظت اور ایسے قوانین کی پاسداری ہے جس سے عوام کے بنیادی اور اخروی مفادات کا تحفظ ہو سکے۔[21]

سیاست کا معنی بیان کرتے ہوئے امام غزالی بیان کرتے ہیں: سیاست دراصل لوگوں کی اصلاح کا نام ہے تاکہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں فلاح پا سکیں۔ ان کے نزدیک قیادت و حکمرانی ایک امانت ہے۔[22]

سیاست کی تعریف کرتے ہوئے ارسطو لکھتے ہیں: سیاست وہ علم و شعور ہے جو شہریوں کو ایک بہترین منظم اور خوشحال زندگی گزارنے کے قابل بنانے لے لیے ریاست کے ڈھانچے کا تعین کرتا ہے۔[23]

مزید ارسطو سیاست کی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیاست ایسی اعلیٰ ترین سائنس ہے جس کا مقصد انسانی معاشرے کے لیے اعلیٰ ترین بھلائی کا حصول ہے۔ اور انسان سیاسی حیوان ہے جو ریاست کے بغیر اپنی تکمیل نہیں کر سکتا۔[24]

سیاست ایک ایسی ہمہ گیر سرگرمی اور فن ہے جس کے زریعے سماج کے اجتماعی معاملات کو نظم و ضبط میں لایا جاتا ہے۔ اور سیاست وہ فکر و شعور ہے جس کی بنیاد پر انسان دنیا میں ایک کامیاب اور مستحکم زندگی گزار سکتی ہے اور دنیا میں قانون کی پاسداری کرتے ہوئے اُخروی زندگی میں بھی فلاح پا سکتے ہے۔

[19] Sayyid Ahmad Dihlavi, Farhang-i Asifiyyah, vol. 3 (Lahore: Taraqqi Urdu Bureau, 2007), p 125.
[20] Nur al-Hasan Nayyar, Nur al-Lughat, vol. 3, p 142.
[21] Ibn Khaldun, Muqaddimah Ibn Khaldun, p 54.
[22] Imam Muhammad ibn Muhammad al-Ghazali, Nasihat al-Muluk, trans. Mawlana Muhammad Sadiq Khan (Lahore: Maktabah Nabawiyyah, 1995), p 102.
[23] Aristotle, Siyasat (Politics), trans. Sayyid Muhammad Taqi (Karachi: Nafees Academy, 1980), p 188.
[24] Aristotle, Politics, trans. Benjamin Jowett (Oxford: Oxford University Press, 1905), p 213.

اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں مختلف سیاسی تحدیات بیان کئے ہیں اور ان کا حل بھی اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے۔ وہ سیاسی تحدیات جن کی وجہ سے سیاسی انحطاط پیدا ہو رہا ہے ان اہم نکات کو سورۃ البقرۃ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

قیادت کا فقدان: اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں روئے زمین کے لیے اپنا خلیفہ بنا کر نوع انسان کو بھیجا جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہیں:

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق اور اس کے منصبِ خلافت کا اعلان کرتے ہیں۔ فرشتوں نے انسان کی ممکنہ فساد انگیزی کے بارے میں سوال کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ انسان کی حکمت، صلاحیت اور مقصدِ تخلیق کو بہتر جانتا ہے، جس کا علم فرشتوں کے پاس نہیں۔

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اشیاء کے ناموں کا علم عطا کر کے ان کی فضیلت ظاہر کی اور فرشتوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہر ظاہر و پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے، اس لیے اس کی حکمت اور فیصلے کامل ہی۔[25]

اللہ تعالی نے مذکورہ آیت میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرنے کے اصول بیان کیا ہے۔ خدا کا خلیفہ در اصل انسانوں کے لیے دنیا و آخرت دونوں کا رہنما بنا کر بھیجا اور ان کے لیے ایک خاص اصول وضع کیا وہ یہ ہے کہ علم۔ اللہ تعالی نے تمام تر مخلوقات میں صرف انسان کو ہی اپنا خلیفہ چُنا اور فرشتوں کے سامنے اس چناؤ کا فلسفہ بھی عیاں کیا کہ انسان علم رکھتے ہیں جو فرشتوں کے پاس نہیں۔ لہذا یہ کسی بھی قیادت کے لیے واضح اصول ہے کہ علم و شعور رکھنے والا ہی کسی بھی گروہ، قبیلہ یا ریاست کا رہنما و قیادت ہو۔

مگر آج معاصر سماج کے لیے سیاسی تحدیات میں سے سب بڑا مسئلہ سیاسی قیادت کا علم و شعور سے ناآشنا ہونا ہے۔ چاہیے سیاسی فکر و شعور ہو یا دیگر علوم کا علم ہو۔ اس وقت یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے سماج میں سیاسی میدان میں جتنے بھی قیادت و رہنما پائے جاتے ہے تقریباً علم و فکر اور سیاسی شعور سے کوسوں دور نظر آتا ہے۔ جب سیاسی قیادت علم سیاست اور اس کے اصولوں سے ناواقف ہونگے تو یقیناً وہ اپنے منصب کا فریضہ صحیح سے انجام دینے میں ناکام ہونگے۔ لہذا سیاسی رہنما کے لیے وہی اصول ہونا چاہیے جو اللہ تعالی نے نوع انسان کے لیے رہنما بنا کر بھیجا۔

مخلص قیادت کا فقدان: اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں اہل کتاب کے مذہبی رہنماوں کا اپنے عوام کے ساتھ فریب اور عدم اخلاص کے عمل کو بیان کرتے ہیں، چناچہ ارشاد باری تعالی ہیں:

---

[25] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 30.

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سخت مذمت کرتے ہیں جو اپنے مفادات کے لیے دین میں تحریف کرتے، خود ساختہ باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرتے اور اس کے ذریعے دنیاوی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے۔۔[26]

آج ہمارے ہاں سیاسی تحدیات میں سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ سیاسی رہنما اپنے سیاسی مفادات اور مقاصد کے خاطر عوام کو بے وقوف بناتے ہے، عوامی مسائل حل کرنے کی بجائے نعروں اور جذباتی بیانیوں سے انہیں بہلاتے ہے۔ اہل کتاب کے مذہبی رہنماوں کی طرح دنیاوی مال کمانے کے لیے عوام کے رائے جھوٹے دلاسوں اور وعدوں سے حاصل کرتے اور ان کا مقصد اور نیت ہی یہی ہوتی ہے کہ جب اقتدار حاصل ہو جائے تو عوام کا حق کھائے۔ اس طرح اس وقت سیاسی میدان میں مخلص قیادت کی کمی ہے۔

سیاسی شعور کا فقدان: سیاسی تحدیات میں سے ایک یہ ہے کہ عوام کا روایتی سیاست پر قائم رہنا اور سیاسی شعور نہ ہونا ہے۔ جس سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کے لاشعوری اور روایتی عمل کے حوالے سے فرماتے ہیں:

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ اندھی تقلید کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حق واضح ہونے کے باوجود صرف آباؤ اجداد کی پیروی کرنا درست نہیں، خصوصاً جب وہ نہ صحیح علم رکھتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں

اس وقت ہمارے سماج میں سیاسی صورت حال بھی قوم بنی اسرائیل کی طرح ہے کہ سیاسی اصولوں میں اس حد تک اندھا ہو چکا ہے کہ نہ قرآنی سیاسی علم و اصول کا تسلیم کرتے ہے نہ ہے ریاستی وضع کردہ سیاسی اصولوں پر عمل کرتے ہے، جب ان صاحبان سے ان کے ان سیاسی اغلاط کی نشاندھی کرے تو آگے سے یہی جواب ملتے ہے کہ جو ہمارے بڑوں نے کیا ہے اسی پر قائم رہیں گے۔ یہ دیکھنے کہ کوشش نہیں کرتے کہ جو سیاسی اصول اپنایا ہوا ہے وہ قرآن کے مطابق ہے کہ نہیں، لہذا اس وقت عوام سیاسی سمجھ بوجھ اور سیاسی اصولوں سے بلکل ہی نابلد ہے۔ جس کی وجہ سے سیاسی اُمور میں غیر اخلاقی اور غیر شرعی عمل کا مرتکب ہو رہے ہیں۔ آج ہم سیاسی اصول قرآن سے نہیں لیتے اور ہم نے سیاست اور مذہب جدا کر دیے ہے اسی لیے قرآن میں بیان کردہ سیاسی اصولوں سے ناواقف ہے. جب مسلمان اپنی اجتماعی زندگی میں شعوری فیصلہ اور رہنمائی کو اللہ کے اصولوں کے تابع نہیں کرتے، بلکہ بلا فکر و شعور، رواج، رسم یا غیر دینی نظام کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اسی لیے سیاست عقل و اخلاق کے بجائے صرف انسانی ہجوم بنتا جا رہا ہے۔

---

[26] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 79.

آئینی انحراف: عوام اور حکماء دونوں کا آئین و قانون سے انحراف ہونا بہت بڑا سیاسی چیلنج ہے۔ جس طرح اہل کتاب خدا کے وضع کردہ شریعت و قانون میں ردوبدل کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

مفہوم: حق کو جانتے ہوئے حق نہ چھپائے، حق اور باطل کو خلط ملط نی کرے۔[27]

مفہوم: اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے اس بے بنیاد دعوے کی تردید کرتے ہیں کہ صرف وہی جنت میں داخل ہوں گے، اور انہیں چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اس پر کوئی معتبر دلیل پیش کریں۔[28]

اہل کتاب کے شریعت میں سے انحراف کے متعلق سید ابوالاعلی مودودی لکھتے ہیں: بنی اسرائیل کے فکری انحراف کا ایک اہم سبب عقیدہ آخرت میں بگاڑ تھا۔ وہ یہ سمجھنے لگے تھے کہ انبیاءؑ سے نسبت اور اپنے نیک اسلاف کی وجہ سے نجات ان کا حق ہے، اس لیے عذاب الہیٰ انہیں نہیں پہنچے گا۔ قرآن مجید نے اس تصور کو محض ان کی بے بنیاد آرزو قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ نجات کا معیار نسب یا نسبت نہیں بلکہ ایمان اور صالح اعمال ہیں۔[29]

آج ہمارے ہاں بھی ریاستی قانون کو عوام اور حکماء دونوں اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔ جہاں بھی غیر قانونی فعل سرزد ہو جائے تو فوراً سیاسی اثر رسوخ ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہے تاکہ قانونی کاروائی سے بچا جاسکے اس طرح ریاست کے آئین و قانون سے منحرف ہونے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔

نتائج:

اس تحقیق کے نتائج درج ذیل ہیں:

1. اس وقت سماج کو جن تحدیات کا سامنا ہے ان میں اہم ترین مسئلہ سماج کا زندگی کے اصل مقاصد کو بھول کے دنیا پرستی میں مشغول ہونا ہے۔
2. سماج کو اس وقت، سیاسی، مذہبی اور خاندانی ولسانی اختلافات کی شکل میں مختلف فتنہ وفساد کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔
3. اس وقت سماج میں لاقانونیت کا سماء ہے، یعنی نہ خدا کی بیان کردہ شریعت و اصول پر عمل کرتے ہیں نہ ہی ریاست کے وضع کردہ قانون پر عمل کرتے ہیں۔
4. معاصر سماجی تحدیات میں سے ایک اہم یہ بھی ہے کہ ہمارے نوجوانوں عدم برداشت کا شکار ہیں۔

---

[27] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 42.
[28] The Qurʾān, Sūrat al-Baqarah (2), verse 111.
[29] Abul Aʿla Mawdudi, Tafhim al-Qurʾan, vol. 1, p 85, 90, 103.

5. معاصر سب سے بڑی سیاسی تحدیات یہ ہے کہ قرآن کے بیان کردہ اصول کے مطابق قیادت کا فقدان ہے اور جو قیادت ہے ان میں قرآن کریم کے بیان کردہ قیادت کے اوصاف نہیں پائے جاتے۔
6. معاصر سیاسی تحدیات میں سے ایک یہ ہے کہ سیاسی قیادت عوام کے ساتھ مخلص نہیں، قرآنی اصولوں کے مطابق سیاسی قیادت کا کام رعایا کی خدمت ہوتی ہے، اور یہ وصف معاصر سیاسی قیادت میں نہیں پایا جاتا۔
7. رعایا اور حکمران دونوں کا سیاسی اصول و قانون سے نابلد ہونا یعنی سیاسی شعور سے ناواقف ہونا بھی معاصر سیاسی تحدیات میں سے ہے۔
8. ہماری سیاسی قیادت اور عوام دونوں کا ریاستی آئین سے انحراف بھی معاصر سیاسی چیلنج ہے۔
9. قرآن کریم کی دیگر سورتوں کی روشنی میں معاصر سیاسی، سماجی، معاشی اور تعلیمی مسائل کا جائزہ لیا جاسکتا ہے تاکہ ان آیات کی عصری تفہیم بیان کی جاسکے۔ اور معاشرے کو درپیش سیاسی، سماجی، معاشی اور تعلیمی مسائل کا حل قرآن کی روشنی میں بیان کیا جاسکے۔